



سوال

(152) طہارت و نماز اور دیگر عبادات میں نیت کا تلفظ کرنا بدعت ہے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

طہارت و نماز اور دیگر عبادات میں نیت کا لفظوں میں ادا کرنا مستحب ہے؟ جیسے کہ بعض فقہاء کہتے ہیں اور متاخرین نے بھی مستحسن کہا ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

نیت کا لفظوں میں ادا کرنا قبیح بدعت ہے علماء سابقین اور سلف صالحین میں سے کسی نے بھی اسے مستحب قرار نہیں دیا۔ استنباب کیلئے شرعی دلیل چلیسے جو موجود نہیں بلکہ ہم ان علماء کے اقوال نقل کرتے ہیں جنہوں نے اسے بدعت قرار دیا ہے۔

ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے رد المختار (1/279) میں کہا ہے: ”فتح میں بعض حفاظ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح یا ضعیف کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں کہ انہوں نے نماز شروع کرتے وقت کہا ہوں میں فلاں نماز پڑھتا ہوں۔ اور اسی طرح صحابہ و تابعین سے بھی ثابت نہیں۔ حلیہ میں یہ لفظ زیادہ ہیں کہ ”نہ ائمہ اربعہ سے“۔ بلکہ منقول یہی ہے کہ آپ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو ”اللہ اکبر“ کہتے۔ الدر المختار میں ہے: ”جب نبی مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور صحابہ و تابعین سے منقول نہیں بلکہ اسے بدعت کہا گیا ہے۔“

مرقاۃ (1/41) میں ہے: ”نیت کا لفظوں میں ادا کرنا جائز نہیں۔ پس یہ بدعت ہے اور متابعت جس طرح کسی کام کے کرنے میں ہوتی ہے اسی طرح کسی کام کے ترک کرنے میں بھی ہوتی ہے تو جو کسی ایسے کام کو ہمیشہ کرتا ہے جو شارع علیہ السلام نے نہیں کیا تو وہ بتدرع ہے۔“

امام ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے زاد المعاد (1/69) میں کہا ہے: ”فصل: نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اس سے پہلے کچھ بھی نہیں کہتے تھے اور نیت لفظوں میں ادا نہیں فرماتے تھے اور نہ یہ کہتے تھے کہ میں نماز پڑھتا ہوں اللہ کے لیے قبلہ رخ ہو کر چار رکعات بطور امام یا مقتدی کے ادا یا قضاء یا وقتی فرض۔ یہ ایسی دس بدعات ہیں جس ایک لفظ بھی صحیح ضعیف سند یا مرسل کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں۔ نہ نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نہ ہی تابعین رحمہ اللہ تعالیٰ میں سے کسی نے اور نہ ہی ائمہ اربعہ میں سے کسی نے اسے لہجھا سمجھا۔ یہ تو متاخرین نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے دھوکہ کھایا ہے انہوں نے نماز کے بارے میں فرمایا: ”یا (نماز) روزے کی طرح نہیں تو نماز میں کوئی بھی ذکر کے بغیر داخل نہ ہو۔“

تو اس نے اس ذکر کو نمازی کا نیت کو لفظوں میں ادا کرنا سمجھا حالانکہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد ذکر سے تکبیر تحریر تھی۔ وہ کسی ایسے کام کو کہو نکر مستحب سمجھ سکتے ہیں جو نبی صلی



مستحب نہیں نہ وضوء میں نہ غسل میں نہ نماز کی تکمیل تحریرہ کے وقت اور نہ اور کسی عبادت میں بلکہ اسکا محل دل ہے۔

اور (1/31) میں ہے: ”پھر نیت کرنا فرض ہے اور اس کا محل دل ہے تو کسی کا یہ کہنا کہ میں نے حدیث اصغریا کبر اٹھانے کی نیت کی“ یہ مشروع نہیں بلکہ بدعت ہے۔“

اور عمدۃ الرعا یہ م حاشیہ شرح الوقا یہ (1/159) میں ہے ”یہاں تین صورتیں ہیں۔ اول: دل کی نیت کو کافی سمجھنا اور یہ بالاتفاق کفایت کرتی ہے اور طریقہ مشروع اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے منقول ہے انہیں سے کسی سے یہ منقول نہیں کہ انہوں نے ”میں نے نیت کی یا میں نیت کرتا فلاں نماز کی فلاں وقت میں“ وغیرہ کہا ہو۔ یہی ثابت کیا ہے ابن الہمام نے فتح القدر (1/332) میں ابن القیم نے زاد المعاد میں اور میں نے ”السعایہ“ اور میرے رسالے ”احکام النفاس فی اداء الاذکار بلسان الفارس“ میں تفصیل سے بیان ہے۔

دوک: صرف زبان سے کہنے پر کفایت کرنا۔ یہ بالاتفاق کافی نہیں ہے۔

سوم: دونوں کو جمع کرنا تو یہ نہ سنت ہے نہ مستحب۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ الدین الخالص

ج 1 ص 350

محدث فتویٰ